

ازدواجی تعلقات

اور شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات و ہدایات

(تنبیہ الزوجین)

نماز روزہ حج سے متعلق تنبیہات اور ماؤں کو اپنی بیٹیوں کے لئے لمحہ فکریہ

مجرد مرد روزہ رکھے۔

جو شخص بیوی رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اگر کر سکتا ہے تو شادی کر لے نکاح مرد کی نگاہ نیچی رکھتا ہے شرم گاہ کو بد فعلی سے روکتا ہے اس لئے روزہ رکھے۔ روزہ مرد کو خفی کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۳ ص ۸۳) اللہ تعالیٰ سے بہتر انسان کی سرشت اور کمزوریوں کو کون جانتا ہے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے سے دور بعض حالتوں میں نہیں رہ سکتے۔ ایک مرتبہ حضورؐ کے سامنے ایسا معاملہ پیش کیا گیا اس وقت سورۃ البقرہ ۱۸۱ نازل ہوئی۔ روزہ نہیں ٹوٹتا:

حضرت عائشہؓ سے متعدد ادویوں نے حدیث بیان کی ہے کہ اپنی بیوی کا بوسہ لینے میں حرج نہیں اس کے ساتھ روایات بہت منقول ہیں۔ (طوالت کی وجہ سے اختصار کیا ہے۔) بانڈی کا نمک چکھ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مسواک (آج کل ٹوٹھ پیسٹ) کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تھوک نکلا نہ جائے۔

اگر بھول کر پانی کا گھونٹ حلق سے اتر جائے (جان بوجھ کر نہیں) روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر اس مسئلہ پر علماء کا اختلاف ہے اور جمہور علماء متفق ہیں کہ بھولے سے کوئی چیز کھاپی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (یہ روزہ دار اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ بھول کر کھایا پییا ہے یا جان کر) تے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ تے باہر نکلتی ہے اندر نہیں جاتی۔ حضرت ابن عمرؓ کچھنی لگواتے تھے۔ (کتاب الصوم بخاری ص ۱۰۴) حضورؐ نے فرمایا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ہمارا خیال ہے کہ ٹیکہ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حیض والی عورت:

یہ عورت نماز پڑھے اور روزہ نہ رکھے، گو نماز روزہ سے کئی درجہ اہم ہے۔ نماز مسافر اور مریض کو معاف نہیں ہے۔ مگر عورت جسے حیض آئے۔ نماز معاف ہے اور روزہ کی قضا رکھے۔ نماز کی قضا کی ضرورت نہیں۔

اعتکاف:

اعتکاف سنت موکدہ علیٰ الکفایہ ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں مسلمان مرد اور عورت اعتکاف میں بیٹھ سکتے ہیں۔ مرد مسجد میں اور عورت اپنے گھر کے کسی کونے میں جن کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

مرد:

- ☆ بلا ضرورت خاص جو نہ حل ہو سکے مسجد سے باہر نہ نکلے۔
- ☆ روزہ ٹوٹنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔
- ☆ اعتکاف میں کھانا، پینا، بیت الخلاء، سونا کوئی ممانعت نہیں۔
- ☆ حجامت کرا سکتا ہے۔
- ☆ فضول باتوں سے اجتناب کریں۔
- ☆ کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، تیل سر میں لگانا درست ہے۔
- ☆ کپڑے دھونے کی اجازت ہے۔

مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت:

- ☆ کوئی مرض ایسا لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے اسپتال یا ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑے۔
- ☆ گھر میں آگ لگ جائے۔
- ☆ ماں، باپ، بیوی بچہ کی کسی حادثہ کی خبر ملے۔
- ☆ کسی جنازہ میں شرکت کرنی ہو۔

رتوں کے لئے اعتکاف:

- ☆ عورت بغیر ماں باپ، شادی شدہ شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکتی۔
- ☆ حیض و نفاس آنے سے اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔
- ☆ عورت اعتکاف سے پہلے حساب لگا کر اعتکاف میں بیٹھے۔ اتفاقاً بھی حیض آ سکتا ہے اعتکاف ختم
- ☆ عورت اعتکاف کے دوران کھانے پکانے، گھر کے کاموں کیلئے ہدایت دے سکتی ہے۔ کپڑے دھو سکتی ہے۔
- ☆ عورت کا اعتکاف گھر میں ایک کمرہ والا ان میں کوئی مقام ہو سکتا ہے، مسجد نہیں۔

☆ اس مقام سے بغیر کسی شرعی ضرورت، غسل خانہ وغیرہ جانے کے نہ نکلیں۔

☆ ٹی وی پر کسی قسم کا پروگرام نہ دیکھیں نہ گانے سنیں۔

حج بیت اللہ:

صاحب استطاعت لوگوں پر حج فرض ہے۔ اس کے معنی 'بس' کے ہوتے ہیں، یعنی اگر تمہارے بس میں ہے تو حج کرو، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں وسائل پر قابو ہے، وسائل سے مطلب و مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبؐ نے بتایا کہ اگر تم اخراجات برداشت کر سکو۔ سواری کا بندوبست کر سکو۔ صحت اس قابل ہو۔ راستہ محفوظ ہو، تمہیں آنے جانے میں جانی خطرہ نہ ہو۔ یہ سب باتیں اس 'بس' کے مفہوم میں داخل ہیں، تو حج ضرور کرو۔ راستہ اور سواری کی باتیں اس وقت کی ہیں جب حاجی پیدل یا اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ فی زمانہ تو حاجی حج کا قصد کرے اس کو صرف صحت اور اخراجات کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔ ان کے علاوہ مناسک حج خود بخود حاجی وہاں جانے سے پہلے معلوم کر لیتا ہے جس کے بیان کرنے کی خاص ضرورت نہیں۔

قرآن پاک میں سورۃ العمران آیت ۹۷ ملاحظہ کرئیے حج کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

”لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ وہ اس کا حج ضرور کرے اور جو کوئی اس

حکم کی پیروی سے انکار کرے گا۔ تو یاد رکھو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“

حیض و نفاس والی عورت:

حج اور عمرے کے لئے مرد اور عورت کو پاک صاف ہو کر احرام میقات سے باندھ لینا ضروری ہے۔ ہوائی جہاز کے مسافر کراچی یا اسلام آباد سیدھے اگر جدہ اتریں تو جہاز میں سوار ہونے سے قبل احرام باندھ لیں۔ اگر آپ مکہ مکرمہ میں دوبارہ عمرہ کا ارادہ کریں تو تتعیم جا کر احرام باندھ لیں (تتعیم مسجد عائشہؓ کا کرایہ سکے سے ایک ریال ہے) اس کے ساتھ عمرہ یا حج کی نیت کر کے دو گانہ پڑھ لیں۔ احرام کی حالت میں لڑنا بھگڑنا، گندی فحش گفتگو نہ کریں۔ عورتوں کے لئے حیض کی حالت میں عمرہ کی ممانعت ہے، ہم ایک واقعہ آپ کی تنبیہ کے لئے لکھ رہے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوتی ہیں جب آپ مکہ پہنچ گئیں تو آپ حیض سے تھیں۔ آپ روئے نہ لگیں، حضور ﷺ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو بولیں اب میں کیا کروں، کمروں میں تو نماز نہیں پڑھ سکتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ غم نہ کرو، آنسو پونچھ ڈالو، تم حج کرتی رہو اللہ سے امید ہے تمہیں عمرہ نصیب کرے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں عمرہ کرنے سے قبل عرفات چلی گئی۔ عرفات سے مٹی واپس آئی تو پاک ہو چکی تھی۔ غسل کر کے مکہ مکرمہ آئی اور طواف زیارت کیا۔ حضورؐ نے ان کے (حضرت عائشہؓ) بھائی عبدالرحمان بن ابوبکرؓ سے فرمایا، بہن! تتعیم جاؤ اور احرام باندھ لیں، حضورؐ نے تتعیم جا کر احرام باندھا۔

(جس کی یاد میں مسجد عائشہ گہرائی) اب ہم سب مسجد عائشہ متعیم میں جا کر احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عمرہ کیا اور حضورؐ کے ہمراہ مدینہ منورہ واپسی ہوئی۔ (صحیح بخاری۔ جلد ۲، ص ۴۶۱)

ماؤں کو اپنی بیٹیوں کیلئے لمحہ فکریہ

اسلامی نظریات کی ترویج: مغربی معاشرہ کے پیدا شدہ فتنوں نے اسلامی معاشرے میں جیسی قدر اباحت اور کج روی کو مسلط کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کا علاج سمجھ سے باہر ہے، نظریہ آتا ہے کہ اب کچھ ممکن نہیں، معاشرے نے اسلامی نظریات کی ترویج کو قطعاً روک دیا، مگر اب بھی ملت اسلامیہ میں صاحبانِ درودل موجود ہیں جن کی مساعی جلیلہ ضرور کامیاب ہو سکتی ہیں۔

اللہ اور اس کے محبوب نبی ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں مستقل طور پر تلقین اور رہنمائی سے ایک ایسی نسل تیار ہو سکتی ہے جو ایمان اور اطاعت رسول ﷺ کی فضا میں پروان چڑھے، پاکیزگی اور عفت کے جوہر سے آراستہ ہو، کسی نے اس بارے میں کیسی اچھی بات کہی تھی ماں کی گود ہی ایسا گہوارہ اور مدرسہ ہے جہاں کی تربیت صحیح راہنمائی میں اصلاح کر دی جائے تو اس میں پرورش پانے والا بچہ ایمان و حیا داری اور اسلامی تعلیمات سے استواری کا مستحکم ستون بن سکتا ہے۔ اس تربیت میں لڑکا اور لڑکی دونوں شریک ہوتے ہیں، مگر یقیناً محکم کے لئے لڑکی کی درست پرداخت زیادہ ضروری ہے کیونکہ کل اس نے بھی ماں بننا ہے، اور جب اس کی گود ہری ہو تو وہ بھی اپنا کردار ایسے ہی ادا کرے، اگر خواتین اور نوجوانی میں تدم رکھنے والی لڑکیوں میں دینی احکام و مسائل جاننے کا احساس موجود ہو تو اسلامی تعلیم و تاسیس، علم و حکمت سے بہرہ ور ہو کر صحیح معنوں میں ایک عمدہ اور مضبوط اخلاق و کردار کی نسل کو جنم دے سکتی ہیں۔

ستر و حجاب: مردوں کیلئے عورت کا ستر ہاتھ اور منہ کے سوا اس کا سارا جسم ہوتا ہے، جسے اس عورت کے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد حتیٰ کے باپ اور بھائی کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہیے، اور عورت کو ایسا چست لباس نہ پہننا چاہیے جس سے بدن اندر سے جھلکے یا بدن کی ساخت نمایاں ہو، حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی بہن اسماء بنت ابوبکرؓ کو دیکھا تو باریک لباس میں تھیں، پس آپؐ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کا جسم نظر آئے، ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے ہدایات دیں کہ ستر کے معاملے میں اتنی رعایت ہے کہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے عورت اپنے جسم کا اتنا حصہ کھول سکتی ہے جسکی بندش کی وجہ سے گھر کے کام کاج کرنے میں دشواری پیش نہ آئے جیسے آنا گوند ہتے ہوئے آستین اوپر چڑھالینا۔ یا گھر کا فرش دھوتے ہوئے پا جامے کے پانچے کچھ اوپر کر لینا۔

عورت کیلئے عورت کے ستر کی حدود وہی ہیں جو مرد کیلئے مرد کے ستر کی ہیں، یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ، اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتوں کے سامنے عورت نیم برہنہ پھرنے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان کا ڈھانکنا فرض ہے اور دوسرے حصوں کا ڈھانکنا فرض نہیں، اگر کبھی کبھار کسی نے کہا ہے تو حرام نہیں، مفسرین نے ”الاماضیہ منہا

سے یہی سمجھا کہ ایسی زینت جو انفسطر اور اظہار ہو جائے، چہرے یا ہاتھ کی نمائش کسی کو مقصود نہیں۔ ایک مومن عورت جو خدا اور رسولؐ کے احکام کی سچے دل سے پابند رہنا چاہتی ہے وہ خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کب کھولے اور کب نہ کھولے اور کس حد تک چھپالے۔

جو عورت اپنی حاجات کے لئے باہر جانے اور باہر کے کام کاج کرنے کے لئے مجبور ہے اس کو کسی وقت ہاتھ بھی کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور چہرہ بھی۔ ایسی عورت کے لئے بہ لحاظ ضرورت اجازت ہے مگر جس عورت کا حال یہ نہیں اور وہ صرف اپنی میک اپ زدہ چہرہ اور لمبے لمبے ناخن والے نیل پالش زدہ ہاتھ دکھانے اور انہیں ہاتھ دکھا کر مردوں کو ملقت کرنا چاہتی ہے تو ایسی لعنت کی ماری عورت کو قصد اچرہ کھولنا آیات حجاب کے زمرے میں آتا ہے، اسلام کی پابندیاں بے مقصد نہیں۔ آپ خوب سوچ سمجھ لیں اپنا جلوہ دکھانے کے لئے اگر کوئی چیز بے حجاب کی چائے تو یہ گناہ ہے خود بخود بلا ارادہ کچھ ظاہر ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں دیکھئے قرآن کیا کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّذَوِّ الْحُكْمِ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ اَنْ يَعْرِفْنَ فَلَائِيَهُنَّ (الاحزاب ۹۵)

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے یہ بات متوقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور ستایا نہ جائے گا۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے، اسے گھر سے نکلنے وقت پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ بدنیت لوگ اس کے حق میں طمع نہ کریں اور بری نظر سے نہ دیکھیں، امام رازی کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں سب کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں، جس سے ان کا فرق ظاہر ہو جائے اور وہ لوگ ان کا پیچھا نہ کریں، دوسری بات یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عورتیں بدکار نہیں۔

عورت احرام اور حجاب: عورتوں کا احرام عام کپڑوں یعنی قمیص، شلوار اور سر پر ایک کپڑا جسے آج کل اسکارف کہتے ہیں مشتمل ہوتا ہے جس سے سر کے بال ڈھکے رہیں اس کے ساتھ چادر یا دوپٹہ پہن سکتی ہیں مگر چہرہ کھلا رہے احرام باندھنے والی عورت نہ تو نقاب ڈال سکتی ہے اور نہ دستانے پہن سکتی ہے، مسند احمد، بخاری، مسلم، مستدرک سب یہی حضور ﷺ سے روایت لکھتے ہیں: نقاب ڈالنا، خوشبو لگانا، رنگے ہوئے کپڑے پہننا منع ہیں، اس کا مقصد یہ ہی ہو سکتا ہے، (بہتر اللہ اور اس کے رسول ﷺ جانتے ہیں) مگر مفسرین اور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں فقیرانہ اور عاجزانہ وضع ہونی چاہیے لہذا نقاب عورت کا جزو نہ بنے۔ مگر حالت احرام میں بھی ازواج مطہرات اور عام خواتین اسلام نقاب کے بغیر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ ہم عورتیں احرام میں تھے کہ لوگ سوار یوں پر قریب سے گزرتے تو ہم اپنے اوڑھنیوں کے پلو اپنے سروں کی طرف سے اپنے چروں پر ڈال لیتے اور جب مرد گزر جاتے تو منہ کھول لیا کرتے۔ حضور ﷺ ساتھ ہوتے۔ موطا میں امام مالک فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت منذرؓ کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں تھے کہ لوگ قریب سے گزرے ہم نے اپنے چروں پر کپڑا ڈال لیا۔ ہمارے ساتھ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ تھیں انہوں نے اس بات سے ہم کو منع نہیں کیا۔ احرام کی حالت میں نقاب کا اطلاق مستقل نقاب پر ہے، ایسے وقت کپڑے کے ڈال کر چہرہ چھپانے سے نہیں جو پھر ہٹا لیا جائے یہ نقاب نہیں ہے۔

مسلمان ماں: ایک مسلمان ماں کو لازم کہ اپنی بیٹی کو پردہ حجاب کی تعلیم اس وقت سے ہی دینی شروع کر دے جب بچی ابھی بلوغت کے زینہ پر قدم رکھ رہی ہو۔ اس تعلیم کا موثر طریق یہ ہے کہ ماں خود اپنی بیٹی کے سامنے ایک مثال بن کر سامنے رہے، تعلیم کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل خود کر کے دکھائے۔ تاکہ بچی پر اس کا اثر موثر ثابت ہو۔ اگر ماں دن اور رات کے کئی کئی گھنٹے نیلی ویژن کے پروگرام جواب حیا و شرم، ستر و حجاب کے رد میں پروگرام پیش کرنے پر تلے ہوئے ہیں، دیکھ گئی تو بیٹی پر تمام اسلامی تعلیم بے اثر ثابت ہوگی۔ ستر پوشی اور حجاب امر یکہ میں مکروہ اور گھناؤنی چیز سمجھتا ہے امر یکہ یورپ میں پردہ حجاب جس کا نام کسی اسلامی تہذیب میں جہالت اور پسماندگی کے ذکر میں سب سے پہلے لیا جاتا ہے اور اس اسلامی تہذیب کا بڑے انشراح و انبساط کے ساتھ مذاق اڑایا جاتا ہے۔ جس کو زمین بوس کرنے کے لئے مغربی مکتب فکر رکھنے والے میڈیا پوری طرح سرگرم ہیں۔ اس لمحہ فکر یہ میں اسلامی ذہن رکھنے والے بھی سر جھکا رہے ہیں، شرم سار ہیں مگر شرمندگی سے کام نہ چلے گا، تاویلات سے پردہ نہ پڑے گا۔ ہوشیار اب جی ہو جائیں خدا کے سامنے کیا جواب دو گے!

ایک مسلمان ماں بن کر سوچے یا پھر اسلام سے برأت کا اعلان کر دیجئے، جو نقاب، گھونگھٹ ستر جیسی چیز کا حکم دیتا ہے آپ ترقی پسند ہیں آپ کو وہ مذہب کیسے پسند آئے گا، جو خواتین کو شمع انجمن بننے سے روکتا ہے، حیا، عصمت، پردہ داری اور عفت مآبی کی تعلیم دیتا ہے اس کے برعکس آپ مغربی تہذیب کی دلدادہ ہیں باہر پارٹی میں شرکت عیب نہیں سمجھتیں، اس کے لئے دو گھنٹے اپنی تئیں اور آرائش کے لئے بیوٹی پارلر جانا ضروری سمجھیں، جسم پر کلون چھڑکیں، رنگ اور وضع کی مناسبت سے جاذب نظر لباس زیب تن فرمائیں، مختلف غازہ اور پاؤڈر، کریم سے چہرے اور بازوؤں کے رنگ تبدیل کریں، ہونٹ اصلی قسم کی لپ اسٹک سے مزین کریں، کمان ابرو کو مزید خم دار بنائیں تاکہ آنکھیں تیر اندازی کے لئے چست ہو جائیں۔ ان سب کرشموں سے مسلح ہو کر گھر سے نکلیں تو شان یہ ہو کہ ہر کرشمہ دامن دل کو کھینچ کھینچ کر ”جااااں جااااں“ کی صدا لگا رہا ہو۔ تب جا کر ذوق خود آرائی کی تسکین دکھائی دے تو یہ بات آج سمجھ لیں کہ آپ کی بیٹی آپ سے دو قدم آگے نکل جائے گی اور آپ اس کی اس وقت بے راہ روی، چال چلن، بصمت و عزت پر سوائے رونے دھونے، قسمت کو کوسنے کے کچھ نہ کر سکیں گی۔

عورت بن کر رہیں تاکہ وہ آپ سے سبق سیکھے۔ ماں کی گود ہی تعلیم و تہذیب کا بہترین مدرسہ ہوتی ہے۔

حیض کا خون: جب لڑکی بلوغت کی عمر میں قدم رکھتی ہے تو حیض کا خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کے آنے کی کوئی حتمی عمر نہیں۔ بہر حال ۹ سال سے ۱۱ سال کی عمر میں ایسا ہو جاتا ہے۔ گرم ممالک میں جلد ہی ہو سکتا ہے۔ اگر لڑکی کو اس کے بارے میں کچھ معلومات نہ ہو تو اس کے لیے بہت پریشان کن بات ہو سکتی ہے، پہلی دوسری مرتبہ زیر ناف درد کی تکلیف ہوتی ہے، لڑکی کو شرم بھی آتی ہے کہ کس سے یہ تکلیف بتائے۔ ماں کی گود ایسی جگہ ہوتی کہ اس میں آگرتی ہے، روتی ہے کہ پیٹ میں درد ہے، ماں اگر سمجھ دار ہے تو سمجھ جاتی ہے، سنکائی کرتی ہے، پیار کرتی ہے درد کی گولی کھلا کر تسلی دے دیتی ہے۔

در اصل یہ ماں کی ڈیوٹی ہے جب دیکھے کہ بیٹی بلوغت کی عمر کے قریب ہے تو اسے اکیلے میں بٹھا کر سمجھائے کہ اگر کسی وقت وہ ایسی تکلیف محسوس کرے تو پریشان نہ ہو۔ یہ ہر عورت میں نارمل عمل ہے۔ اور دو چار روز کے بعد طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے، گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جب ماں یہ محسوس کرے پہلی مرتبہ اس کی بیٹی یا کسی بچی کو جو اس کے گھر میں رہتی ہے حیض کی آمد آمد ہے، بچی کو اسکول نہ بھیجے لٹائے رکھے، لڑکی خود بخود ایک دو گھنٹے میں معمول پر آ جائے گی۔ یہاں آپ کو حیض کے بارے میں کچھ بتاتے چلیں، تاکہ ماؤں کی معلومات میں اضافہ ہو۔

حیض کا کیا حکم ہے:

ویمسالونک عن الحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض ولا تقربوا
هن حتى يطهرن فاذا تطهرت فاتوهن من حيث امرکم اللہ ان اللہ یحب
التوابین ویحب المتطهرین۔ (البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو کہ وہ ایک گندگی ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو ان کے قریب مت جاؤ۔ جب تک وہ پاک صاف نہ ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ۔ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔“

حیض ایک ایسا معاملہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ امام مسلم، امام ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودی بنی اسرائیل حیض والی عورت کو گھر سے باہر نکال دیتے تھے۔ یا الگ کمرے میں رکھتے تھے۔ کسی چیز کو عورت ہاتھ نہ لگا سکتی تھی دوسرے افراد خانہ کے ساتھ چھ سات دن نہ بیٹھ سکتی تھی نہ کھا پی سکتی تھی۔ چنانچہ اہل عرب نے بھی بنی اسرائیل سے یہی کچھ سیکھا اور ان دنوں عورت کو بالکل ناپاک، نجس سمجھ کر الگ کر دیتے تھے۔ ساتھ رہنے سے پرہیز کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے جو قرآنی تعلیمات عطا فرمائیں اس نے عورت کے مقام کو چار چاند لگا دیئے کہ ان دنوں وہ عورت کا عہد ہے جس کا حکم اللہ کے لئے آپ ﷺ کے

ساتھ تشریف لے گئیں تو آپ کو حیض شروع ہو گئے اور یوم عرفہ تک جاری رہا۔ حضرت عائشہؓ ابیدہ ہو گئیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ عائشہؓ آپ بیت اللہ کا طواف نہ کریں، حیض ایک ناگزیر معاملہ ہے، اللہ سب جانتا ہے، اب تم غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو اور عرفہ میں ساتھ رہو۔

غسل: عورت اور مرد کے غسل کرنے میں خاص فرق نہیں ہے۔ البتہ عورت کے لئے اپنے سر پر بندھی مینڈھیوں چٹپوں کو کھولنا واجب ہے۔ بشرطیکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے لیکن فقہاء عورت کے غسل جنابت اور غسل حیض میں رُق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک غسل جنابت میں عورت کو مینڈھیاں یا چوٹی کھولنا واجب نہیں۔ مگر حیض اور نفاس کے غسل میں گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا واجب ہے۔

امام مسلم۔ احمد اور ترمذی نے حضرت سلمہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ دریافت کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا جنابت کے غسل میں اپنے بالوں کو کھول لیا کروں، حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا بس تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے سر پر پانی ڈال لیا کرو جو تمہارے جسم پر پھیل جائے۔ بس اس کے بعد تم پاک ہو۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک دن حضور ﷺ نے مجھے حیض کے بعد غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اپنے تمام بالوں کو کھولو اور تب غسل کرو کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔

غسل کرتے وقت جسم کے ہر حصہ پر پانی پہنچانا ضروری ہوتا ہے، اگر بدن پر کوئی حصہ سوکھ رہا گیا جہاں پانی نہ پہنچ سکا مثلاً ناف کا شکاف اور کوئی شکاف یا کوئی پرانا مندمل شدہ زخم جس کا اب صرف نشان رہ گیا ہو تو غسل کی نیت مکمل نہ ہوگی۔ یہ بھی واجب ہے کہ جس پر سے کوئی خارجی چیز لگی، چسکی رہ گئی ہو مثلاً آنا گوند ہتے ہوئے کسی عورت کی کلائی پر آنا چسک گیا، سوکھ گیا، اور کوئی کھانے کی چیز چسکی رہ گئی، آنکھ میں چیرہ لگا رہ گیا، ناخن پر پالش لگی رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا۔ اسی طرح کان میں پہنی ہوئی بالیاں بندے اتار لیں تو بہتر ہے تبیں تو غسل کے وقت بالیاں اس طرح حرکت دیں کہ پانی کان کے سوراخ میں پہنچ جائے۔ اسی طرح کان کے سوراخوں میں پانی لگانا بھی ضروری ہے، ناخن لمبے رکھنا مکروہ ہے اگر ہیں تو وضو کرتے وقت انگلی اور ناخن کے درمیان جگہ میں پانی جانا ضروری ہے۔

غسل اور وضو کی نیت: نیت کو جمہور فقہاء نے غسل کا ایک رکن شمار کیا ہے، کیونکہ نیت ہی سے عادت اور عبادت میں امتیاز نظر آتا ہے اور نیت محض دل کا عمل ہے، چنانچہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے، لیکن اگر زبان سے بھی کہہ دیا جائے تو ”کہ میں غسل جنابت کی نیت کرتی ہوں“ یا حیض سے پاک ہونے کیلئے غسل کی نیت کرتی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

نیت کے سلسلے میں ضروری ہے کہ جسم پر پانی ڈالنے سے پہلے نیت کر لی جائے، مگر ہمارے نزدیک اگر بھول جائیں تو بے شک غسل کے دوران جس وقت یاد آ جائے نیت کر لی جائے تو اعتراض نہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا ضروری ہے مگر اگر بھول جائے تو دوران طعام جب بھی یاد آ جائے پڑھ لینے میں

کوئی ہرج نہیں۔ احناف کے فقہ میں نیت سنت ہے اور غسل کا رکن نہیں اس لئے اس سنت کو بغیر کسی زائد تکلیف کے ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

غسل کے وضو کا طریقہ: غسل کرنے کیلئے آپ آپ پہلے وضو کریں اور وضو کے تمام فرائض اور ارکان ادا کریں مثلاً نیت، منہ میں پانی، پانی، ناک میں پانی، پانی، چہرہ دھونا، ہاتھ کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پیروں کو ٹخنہ تک دھونا، اور دھوتے وقت مذکورہ ترتیب کو ملحوظ رکھنا۔

حضرت میمونہؓ کی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے غسل کی کیفیت بیان کی گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب وضو کرو تو باقی اعضاء دھو کر پاؤں اس وقت تک نہ دھوؤ بلکہ تمام جسم دھو کر پاؤں بعد میں دھوؤ۔

پیروں کو پہلے دھونے یا غسل کے بعد دھونے کے جواز عدم جواز میں اختلاف بحث کا نکتہ نہیں ہا، دونوں طرح سے دھو سکتے ہیں، پہلے یا بعد میں بھی دونوں طریقوں سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔

عبادت اور لباس: زمانہ جاہلیت میں شرک عورتیں بیت اللہ کا طواف بالکل برہنہ (نگی) حالت میں کیا کرتی تھیں۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی: **يَا بَنِي اِم خُذُواْ ذِيْنْتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱)**

اس آیت میں خطاب عام ہا اور تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اپنی زینت و لباس کو بالخصوص عبادت کے وقت ضرور اختیار کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جسم کے ان حصوں کو چھپانا واجب ہے جو ستر ہیں لہذا جسم کے قابل ستر حصوں کو چھپایا جائے جس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ گویا ستر عورت یعنی عورت کو پنہ جسم کے باعث شرم حصوں کو چھپانا فرض ہے، عورت کو اپنے ان حصوں کو عبادت کے دوران اپنے لباس سے ایسے لباس سے چھپالینا ضروری ہے جو کہ نہ صرف انسان کی نظر سے چھپے رہیں بلکہ فرشتوں اور جنوں کی نظروں کو بھی روک لیں، آپ سوچیں گی کہ فرشتہ اور جن کی آنکھوں سے چھپانا، کپڑے سے کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے اس واقع سے معلومات ملتی ہیں کہ اُنے اپنے چچا نوفل سے حضورؐ کے بارے میں بتایا میرے شوہر ﷺ پر فرشتے آتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک امتحان لے لو کہ فرشتہ آتا ہے یا نہیں۔ اور امتحان یہ ہے کہ اپنے شوہر سے کہنا جب آپ کے پاس فرشتہ آئے تو تمہیں بتادیں، تم فوراً دوپٹہ اتار دینا اور پھر دریافت کرنا۔ ایسا ہی ہوا ایک رات حضرت جبریلؑ آئے اور نبی کریم ﷺ نے بی بی خدیجہؓ کو بتادیا آپ نے سر سے اوڑھنی اتار دی، حضورؐ نے کہا کہ حضرت جبریلؑ غائب ہو گئے۔ اس بات سے انہیں معلوم ہو گیا کہ آنے والا یقیناً جبریلؑ تھے کیونکہ فرشتہ بے پردہ عورت کو نہیں دیکھتا۔ اب آپ کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ لباس امت مسلمہ کی خصوصیت ہے، ایک اور ضروری بات آپ کو بتانا چلوں کہ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں کھڑے دیکھا کہ آپ نے دیکھا کہ کپڑوں

کی تنگی کی وجہ سے عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو اسی تہ میں نماز پڑھیں لیٹ لیتی تھیں ایک شخص اعلان کرتا کہ اے عورتو! جب تک مرد اٹھ کر کھڑے نہ ہو جائیں تم سر نہ اٹھانا تاکہ مردوں کی نظر ان کے ستر پر نہ پڑ جائے اور عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑ جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کبھی بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا“
ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت زیر جامة پہنے بغیر کڑتے اور اوڑھنی میں نماز ادا کر سکتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں! مگر کرتا اتنا لمبا ہو کہ عورت کی ایڑیوں کو چھپالے۔“
اوڑھنی کے استعمال کا طریقہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور سینوں کو اپنے اپنی اوڑھنیوں کے آچھل سے ڈھکے رہو“
چونکہ قمیص یا ٹکڑے کے گریبان کے مقام پر چاک ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اوڑھنی دو پوشہ کو گردن اور سینے پر لپیٹنے کا حکم دیا تاکہ گریبان کا حصہ بھی نظر نہ آئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ کی نماز فرشتے ریکارڈ (نامہ اعمال) میں لکھتے ہیں اور اگر جسم کھلا ہے تو فرشتے آپ کے قریب نہیں آتے ہیں۔

ایسے باریک کپڑے جس کے اندر سے جسم جھلکے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں اور ایسی نماز کا اعادہ (دوبارہ پڑھنا) واجب ہے اگر بہت چست لباس جس میں سے جسم کے قابل ستر حصوں کے حدود خطوط نمایاں ہو جائیں تو ایسے کپڑوں میں نماز نہ کروہے اگر وقت نماز میں نماز دوبارہ نہ پڑھی جائے تو گناہ ہے۔

روزہ اور عورت: ہمیں قرآن پاک میں روزہ رکھنے کا علم ہوا اور سب سے پہلے روزہ کا جہاں ذکر ہوا وہ ایک عورت کا ہے۔
”انی نذرت للرحمن صوما“ (مریم۔ ۲۶)

ترجمہ: میں نے رحمن (اللہ) کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے۔
یہ تعلیم بھی آپ کو ایک فرشتے نے دی تھی ملاحظہ کیجئے اس کے سیاق سے ”فرشتے نے پاکستی سے اس کو پکار کر کیا غم نہ کر تیرے رب نے تیرے لئے ایک چشمہ رواں کر دیا اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تازہ کھجوریں گریں گی پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں بخند کر۔ اگر کوئی آدمی تجھے نظر آ جائے تو اس سے کہہ دے میں نے رحمان (اللہ) کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے۔“ (مریم۔ ۲۶-۲۷)

روزے کی قسمیں: فرض روزے رمضان کے روزے۔ یہ ہر حالت میں رکھنے چاہئیں۔ عورتوں کو حیض و نفاس کے روزے قصار رکھنے ضروری ہیں۔

حرام روزے عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید النحر، عید النبیؐ کی مرضی کے نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

مستحب روزے ماہ محرم کے روزے رکھنا، ماہ ذی الحج کی نو تاریخ کا روزہ شوال کے چھ روزے۔
مکروہ روزے نئے سال کے پہلے دن کا روزہ۔

عورت کو حرام روزے حیض اور نفاس کے دوران روزہ نہ رکھنا جائے۔ حد یہ ہے کہ اگر روزے دار عورت کو حیض شروع ہو جائے تو اسے روزہ کھول دینا واجب ہے۔

کسی عورت کو ایک مقررہ تاریخ پر حیض شروع ہوا کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ کل اسے حیض آئیں گے اور اس وجہ سے وہ کل روزہ نہیں رکھتی۔ تو اس پر کفارہ واجب ہوگا خواہ اس دن درحقیقت اسے حیض شروع ہو جائیں۔

حیض کے دوران روزہ نہ رکھنے پر: حیض کے دوران روزہ نہ رکھنے پر قضا فرض ہے، ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا۔ کیا سبب ہے؟ حائضہ عورت پر روزے کی قضا واجب ہے اور نماز کی قضا واجب نہیں، آپؐ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بس روزے کی قضا کا حکم دیا۔ اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا۔

غالباً اس میں حکمت الہیٰ یہ ہو سکتی ہے کہ نمازیں ایک دن میں پانچ مرتبہ فرض ہیں اور روزہ سال میں ایک ماہ کے لئے، حیض اور نفاس کے روزوں کی قضا بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ لہذا ان کی قضا مشکل نہیں۔

حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت:

روزے کے معاملہ میں صریح ہدایت ہے کہ جو روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، روزہ نہ رکھیں، قضا رکھ لیں، قضا نہ رکھ سکیں تو فدیہ ادا کریں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”او علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (البقرہ ۱۸۳)

ترجمہ: (جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں)

حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنا بچے کے بارے میں یہ خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کو نقصان ہونے کا امکان ہے تو وہ روزہ نہ رکھے ہر روز کے روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو روٹی کھلائے۔ روٹی کے بارے میں ہماری یہ رائے ہے کہ جو روٹی یعنی کھانا خود کھا رہے ہو وہی فدیہ میں دو۔ یہ نہیں کہ تم تو مرغ چانپ کھاؤ اور کولا پٹاؤ اور غریب مسکین کو دال دے کر ٹر خاؤ۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر پر سے روزہ اور نماز کا نصف حصہ ساقط کر دیا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت پر سے روزے ساقط کر دیئے، چنانچہ اس سلسلہ میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہا کہ حاملہ عورت کو اگر یہ خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے بچے کی ذات کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، یہی عورت دودھ پلانے والی عورت کو یہ خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے بچے کو نقصان پہنچے گا تو روزہ رکھنا جائز نہیں۔

روزے میں سرمہ دوائی ڈالنا: اس سلسلہ میں بہت ساری حدیثیں موجود ہیں کچھ تو کہتے ہیں سرمہ لگانے

سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ مگر علماء جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے ہر مرد لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ بات سرور کائنات ﷺ سے ثابت ہے کہ آنحضور ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمد لگایا تھا۔

آنکھ میں پانی یا دوا کی ڈالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح ایک صاحب خانہ خاتون جسے رمضان میں پنے سرد اور بچوں کے لئے کھانا پکانا پڑتا ہے تو اسے عموماً کھانے کی تیاری میں ہانڈی کا نمک چکھنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ علماء جمہور نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ جہاں تک صرف نمک چکھنے کا تعلق ہے درست ہے مگر ذائقہ سے لطف اندوز ہونا اس شرط میں شامل نہیں بہتر یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔ اگر ضروری ہے تو صرف نمک چکھ کر تھوک دیں اور پانی سے کلی کر لی جائے۔ چر جائیکہ چکھنے کے دیر بعد تک اس کے ذائقے سے مزالیتے رہیں۔

بیوٹی اپارلرز: ہماری بہو بیٹیاں مغرب کی کافرو فاجر عورتوں کی اندھی تقلید میں عجیب و غریب بے راہ روی اور نامناسب راستوں پر چلنے لگی ہیں جو ہر اسلامی اصول اور ضابطے سے آزاد ہو جانے کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس کے پیش نظر عورت کی حفاظت و احترام کے وہ ضابطے نہیں ہیں جو اسلامی نقطہ نگاہ سے نہایت اہم ہیں عورت آج سے چودہ سو سال پہلے بھی اپنے آپ کو بنا سنوار کر رکھتی تھی جو میک اپ کرنا ہوتا وہ خود کرتی تھی (میک اپ سے میری مراد سامان آرائش جو اس زمانے میں ملتا تھا) مگر اب تو اس مہلک مدوجزر نے جو میڈیا سے دکھائی دیتا ہے ہزاروں لاکھوں مسلمان لڑکیوں کو آتش زیر پا کر کے رکھ دیا ہے۔ خود تو جو کچھ آرائش کر لیں درست ہے مگر ان بیوٹی پارلر میں نہ صرف روپے کا زیان ہوتا ہے بلکہ غیر اسلامی کلچر کی نشوونما خوب ہوتی ہے۔

ہماری بہنوں۔ بیٹیوں کو چاہیے کہ خدا را ایسا نہ کریں شادی بیاہ میں شرکت ہو یا گھر میں کسی مہمان کی آمد اچھے کپڑے پہنیں جو اللہ نے آپ کو دیئے اپنے چہرہ کو نکٹھی چوٹی سے آراستہ کریں اسلام یہ نہیں کہتا کہ آپ بغیر چہرہ دھوئے سر جھاڑ منھ پہاڑ کرے پھرتی رہیں بن سنور کر رہیں مگر اس کام کے لئے دکانوں پر مت جائیں۔ نو جوان بیٹیوں کی ماؤں کو چاہیے کہ خود ان کے لئے نمونہ بن کر دکھائیں۔ آپ امہات المؤمنین نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں اور سلف صالحین کے مہاجر و انصار کی خواتین کی زندگی کے معجزات پر کما حقہ چلنے کی کوشش کریں۔

مصنوعی بال: اسکول اور کالج کی لڑکیوں میں بھی دیکھا دیکھی مصنوعی بال سر میں لگانے کی وبا عام ہوتی جا رہی ہے بازار میں یہ باسانی مل جاتے ہیں یہ سب فساد ٹیلیوژن میڈیا سے پھیل رہا ہے۔ اسلام پسند ماؤں کو دور کار ہے کہ وہ ان ناپاک بالوں کی رسم پیوند کاری سے اپنی بچیوں کو روکیں۔ کیونکہ اسلام میں یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہی نہیں بلکہ حرام فعل ہے۔

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری لڑکی کی شادی ہونے والی ہے، بچپن میں اسے چچک نکلی تھی جس کی وجہ سے سر کے بال گر گئے۔ کیا میں اس کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں (متفق علیہ)“

حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ جس سال میں نے حج کیا، معاویہؓ کے ہاتھوں میں بالوں کا ایک گچھا تھا، آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر سب کو دکھایا، اور فرمایا، اے اہل مدینہ! میں نے نبی اکرم ﷺ کو کہتے خود سنا ہے ایسے بال سر میں لگانے والوں پر لعنت ہے جو عورتیں لگاتی یا لگواتی ہیں ان پر لعنت ہے، حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ بنی اسرائیل کے باشندے ہلاک ہوئے جب ان کی عورتیں اپنے بناؤ سنگھار کے سلسلے میں بال لگانے والوں کے پاس جاتی تھیں اور ان سے مصنوعی بال لگواتی تھیں۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سرور کائنات ﷺ سے روایت بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو حسن و دلکشی کے لئے اپنے چہروں کو لگھواتی ہیں۔ چہرے پر سے بال نوچواتی ہیں، اپنے دانتوں کو چمکدار اور نوکیلے بنواتی ہیں۔ اور سر پر مصنوعی بال لگواتی ہیں۔ (اس زمانے میں بیوٹی پارلر تو نہ ہوتے تھے مگر محلہ یا شہر میں کچھ لوگ اس کام کے لئے ضرور مشہور ہوتے ہوں گے جن کے پاس عورتیں اپنے آپ کو دلکش بنوانے کے لئے جاتی ہوں گی)

یہ تو رہا معاملہ مصنوعی بالوں کا جو بالوں کو لہبا کرنے کے لئے عورتوں کے بالوں کے ساتھ جوڑ دیئے جاتے ہیں اب ان سے بھی آگے ایک قدم (Hair Grafting) شروع ہو گیا ہے۔ پندرہ بیس ہزار روپیہ میں لاہور کراچی میں گنجے لوگ اپنے سر پر بال لگواتے ہیں۔ یہ حرکت بھی اسی ضمن میں آتی ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک عورت جس کا نام ام یعقوب تھا آئی اور کہا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے جو سنگھار میں مصنوعی بال لگاتی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے قرآن میں پڑھا۔

عورت بولی میں نے تمام قرآن پڑھا مجھے کہیں یہ بات لکھی نظر نہیں آئی۔

آپ نے فرمایا اگر تو قرآن پڑھتی تو میرے پاس نہ آئی۔ قرآن کیا کہتا ہے، تجھے معلوم نہیں۔ سن

وَمَا أَلَكُمُ الرَّسُولُ فَخْذُوهُ وَهُمَا مُنَافِقُونَ وَمَا لَهُمْ عَنَّا قَانِئُونَ (البقرہ: ۷۷)

ترجمہ: جو رسول تمہیں دے لے لو، اور جس بات سے منع کر دے اس سے رک جاؤ۔

عورت نے کہا کہ ہاں یہ آیت تو قرآن میں ہے۔ آپ نے فرمایا تو اور کیا چاہتی ہے، کیا رسولؐ نے تجھے نہیں روکا کہ یہ کام مت کر۔ عورت رونے لگی اور کہنے لگی ہاں ایسا ہی ہے میں غلطی پر تھی اور روتے روتے واپس چلی گئی۔

احناف کی رائے یہ ہے کہ عورت اپنے بالوں میں سوت، ریشم، اون، کپڑے کی دھجیاں باندھ لے جیسے ہم بھٹی یا چٹیا کہتے ہیں۔ اس میں نہ تو بالوں کا استعمال ہے نہ انسانی و حیوانی اجزاء کا استعمال ہے۔

چہرے کا میک اپ: عورت کے لئے ایسی تمام زیب و زینت جس سے اس کی اصلی شکل و صورت جس پر

اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا ہے، بالکل تبدیل ہو جائے، بدل جائے، اور دیکھنے والوں کو گھبراہٹ دے کہ یہی اس عورت کی قدرتی

شکل صورت ہے، مثلاً چہرے کے بال نچوانا۔ آنکھوں کی بھونوں اور پلکوں کو نچوانا اور محراب دار بنانا حرام ہے، خاوند کے علاوہ کسی محفل، دعوت، جلوس، جلسہ، عرس، زینت دکھانا حرام ہے۔ چہرہ کو رنگنا، بالوں کو سیاہ کرنا، شوہر کی بغیر اجازت حرام ہے۔ ان تصریحات میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بالوں کے جوڑ کے علاوہ جسم کے حصے کو رنگنا (بغیر شوہر کی اجازت) حرام ہے، اسی مقام پر ضروری ہے کہ ناخنوں کو رنگ یا مہندی سے رنگ لینا درست ہے، کیونکہ اس کی تہ ناخن پر نہیں جمتی، مگر چونکہ نیل پالش (Nail Polish) جس کی تہ ناخن پر جم جاتی ہے حرام ہے۔ نہ اس کے استعمال کے بعد وضو ہو سکتا ہے نہ نماز، نہ تلاوت قرآن۔ یہ بات تو ہو سکتی ہے کہ نیل پالش اتار کر وضو کریں، نماز پڑھیں، مگر جب نیل پالش لگائی وضو ختم ہو گیا اور کھیل ختم۔

سوچئے! نیل پالش کا رواج کافروں کی ترویج ہے، جن کو پاکی کی ضرورت ہے اور نہ وضو کرنے کی۔ اس کے علاوہ ٹشو پیپر کی ایجاد نے ہمارے مہذب ترین طبقے میں بھی ٹشو پیپر کا استعمال عام ہے، آپ کسی مہذب، اعلیٰ معیار کے گھر میں جائیں تو غسل خانوں میں ٹشو پیپر لٹکتے خود نظر آئیں گے۔

ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ (الاحزاب ۳۳)

ترجمہ: اسلام سے پہلے جاہلیت میں جس بناؤ سنگھار کی نمائش ہوتی تھی اب نہ کرو۔

جو آرائش ہر بری نیت سے پاک ہو۔ غیر محرموں کو دکھائی نہ جائے وہ اسلام کی آرائش ہے اس کی تمہیں مکمل اجازت ہے اور جس میں ذرہ برابر بھی بری نیت شامل ہو وہ جاہلیت کی آرائش ہے۔

کلون، لیونڈر میں بسی ہوئی، سرخی پاؤڈر سے لپی ہوئی، شوخی و شرارت سے بھری ہوئی بیوی کے مقابلہ میں وہ ملگبی بیوی لاکھ درجہ بہتر ہے جو گھر کے کام کاج میں لگی شوہر کے انتظار، بچوں کی تربیت میں اپنے آپ کو مصروف رکھے، اور شوہر کی خدمت گزاری میں اف نہ کرے، جس کے چہرے سے تھکان کے آثار ہو یا ہور ہے ہوں، باورچی خانہ کے دھوئیں میں چہرے کا ملگجا پن نمایاں ہو، یہ عورت جنتی ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور ملگجے گالوں والی عورت جو شوہر کی اطاعت میں مصروف رہتی ہے قیامت کے دن راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو برابر کرتے ہوئے فرمایا، ہم دونوں اس طرح ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب، باب ۱۲۱)

ایک اور حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں آدمی کا بہترین خزانہ کیا ہے، نیک بیوی، جب اسے دیکھے تو خوش کر دے، جب کسی بات کا حکم دے تو اطاعت کرے، اور جب کہیں مرد باہر جائے تو اس کے گھر اور بچوں اور اس کے ناموس کی حفاظت کرے۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکاة، باب ۲۳)